OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

مدارس کے فضلاء کرام کے لئے بہترین معاش کے حصول کے ذرائع

The Best Sources of Income for the Madaris' Graduates

Dr. Qaisar Bilal

Assistant Professor at Kohat University of Science and Technology
qaisarbilal@kust.edu.pk

Dr. Zia Ur Rehman

Lecturer in Islamic Studies at Shaheed Benazir Bhutto University
Sheringal, Dir Upper. ziaktk@sbbu.edu.pk

Abstract:

This article discusses the means for graduates of Islamic Madaris to secure a respectable livelihood without compromising their religious duties. Drawing guidance from the Qur'anic verse encouraging specialization in religious education, the article highlights the divine emphasis on nurturing scholars who can guide the community. However, due to systemic limitations and lack of governmental support, many Madaris graduates face financial hardships despite their essential role. The article advocates that religious scholars must proactively seek lawful sources of income while maintaining their independence and dignity, as taught by the Prophet Muhammad (peace be upon him). It outlines opportunities both within governmental sectors such as teaching positions, religious services in institutions, and other educational roles and private sectors, including freelance religious services and skills like calligraphy, computer typing, and entrepreneurship. Emphasizing the prophetic tradition of self-reliance, the article encourages Madaris graduates to engage in permissible work, thereby strengthening their ability to serve the faith effectively while also meeting their worldly needs.

Keywords: Islamic Madaris**,** Graduates, Best Sources, Income

تمہید

قرآن مجید میں رب کائنات نے ایک ایسے عجیب اندازِ بیان سے اپنے بندگان کو خطاب فرمایاہے، جس سے ایک جانب تواس کلام کی حقانیت اورآفاقیت کی طرف واضح اشارہ ہوتاہے کیونکہ اس آیت مبارک میں بہت عجیب اندازاختیار فرمایاگیاہے، جبکہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی امتیوں کے متعلق ارشاد

CC BY

فرمایا گیا ہے:

"فَلَوۡلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرۡقَةٖ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٞ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوۡمَهُمۡ إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُونَ[1]"۔

ترجمہ: "اور مسلمانوں کے لئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ سب کے سب (جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں، لہٰذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لئے) نکلا کریں، تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں، وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے محنت کریں، اور جب ان کی قوم کے لوگ (جو جہاد میں گئے ہیں) ان کے پاس واپس آئیں تو یہ ان کو متنبہ کریں، تاکہ وہ (گناہوں سے) بچ کر رہیں[2]"۔

اس آیت مبارکہ سے واضح معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میدانِ تدریس کے قیام کے لئے باقاعدہ ترغیب دی ہے اوراس کے لئے انداز بھی عجیب اختیار فرمایاہے کہ ایسا کیوں نہیں ہوتا؟یعنی کہ ایساہوناچاہیے تاکہ یہ شعبہ زندہ رہ سکیں اوراس میں ان لوگوں کو ترغیب دینامقصود ہے جن میں اس میدان کی تڑپ ہو اوران میں اس کام کی اہلیت بھی ہو تو ایسے لوگ اس کام کے لئے خروج فرمائیں گے اوراس میدان میں سے اپنی استعداد کے مطابق حصہ حاصل کرکے واپسی کریں گے تو لوگوں کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیں گے ،اب اس میدان کے شہسواروں نے بہترین انداز سے مدارس دینیہ میں سے جاکر اپنی صلاحیتیں صرف کرڈالیں اوراللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے انہوں نے لوگوں کی راہنمائی کا میدان بھی آج تک مختلف انداز سے سنبھالا ہے۔اب اس میدان کے سنبھالنے میں فضلائے مدارس دینیہ زندگی کی ان آسائشوں اورآسانیوں سے بھی دور ہوتے گئے جن کی انہیں دیگرلوگوں کی نسبت زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ انہوں نے جس مورچے کو سنبھالا ہواہے اس میں ان آسائشوں کی جانب راہیں کم ملتی ہیں ،اوران کے میادین میں مسجد، مدرسہ، خانقاہ، مراکز دینیہ جیسی جگہیں ہوتی ہیں ،اور ہماری جانب سے ملکی نظام ان مقامات میں وہ سہولیات مہیا کرنے اوران لوگوں کوایسے مواقع مہیا کرنے سے قاصرہیں جن سے ان لوگوں کی اس میدان کی راہنمائی مل سکیں، اس لئے لازم معلوم ہوتاہے کہ اس موضوع پر لکھاجائے اوران ابابیل اسلام کے لئے ایسی راہوں کی نشاندہی کی جائیں جن سے ان کی دینی خدمات کے ساتھ ساتھ دنیاوی ضرورتیں بھی پوری

ہو سکیں۔اور یہ لوگ کسی کے محتاج بن کر زندگی نہ گزاریں۔ویسے تو یہ موضوع انتہائی اہمیت کی حامل ہونے کے باوجود انتہائی یتیم ہے کہ لکھاریوں نے اس میدان کا یا تو درست حق ادا نہیں کیا ہے اور یا عاملین کی توجہ اس جانب مبذول نہیں کرائی جاسکی ہے۔ان قلم نویسوں کی فہرست میں اپنا نام پیش کرنے کی خاطر میں بھی ذیل میں ایسے چند اسباب کی جانب توجہ مبذول کرانے کی ایک ادنیٰ سی کاوش کرنے میں سعادت محسوس کرتا ہوں۔

فضلائے کرام کے لئے بہترین معاش کے حصول کی فکر لازمی ہے:

کسی بھی فاضل کے لئے دیگر مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے معاش کی خود فکر کریں کیونکہ میں اگلے عنوان میں اس بات کا ذکر کروں گا کہ حکومتی سطح پر بھی ان لوگوں کی کوئی امداد نہیں کی جاتی جیسا کہ اسلام کی تعلیم ہے،اور نہ مسلم حکمران اس باب میں کوئی خاطر خواہ حکمت عملی مرتب کر سکتی ہے تو اس لئے ضرورت ہے کہ کوئی فاضل کسی کا محتاج نہ رہے،نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو خودداری کا سبق دیا ہے،اور انہیں دوسرے کے آگے ہاتھ پھیلانے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے انسان کی بات میں اثر ختم ہو جاتا ہے،ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ کوئی عالم دین جب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو تو لوگ اس کو ہر قسم کی بات کرنے سے دریغ نہیں کرتا جبکہ وظیفہ خور فاضل کی بات میں وہ قوت نہیں دکھائی دیتی جس کی ضرورت ہوتی ہے،کیونکہ اس کی فکر یہی ہوتی ہے کہ کہیں کوئی مقتدی ناراض نہ ہو جائے اور میری معمولی سی تنخواہ متاثر نہ ہو۔

(01) سرکاری سطح پر اپنے متعلقہ میدان میں کام کے مواقع:

فضلائے کرام کو اپنی لائن میں رہ کر کام کرنا بہت ہی بہتر ہے جبکہ ان کی مالی مشکلات بھی آسانی سے حل ہو سکتی ہو اور انہیں اپنے میدان میں کام کرنے کے مکمل مواقع مل سکیں گے لیکن سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ اسلامی ملکوں میں بھی اسلامیات کو برتری حاصل نہیں ہے بلکہ اسلامیات ایک غیر اختیاری مضمون کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے اور اس کے پڑھانے والوں کی حیثیت بھی اسی انداز سے کمزور ہے،اگر ایسے اقدامات کئے جائیں اور تحریک چلائی جاسکیں کہ جس کی وجہ سے مسلم حکمرانوں کو اس بات کی باور کرائی جائے کہ ہم سب سے مقدم مسلمان ہیں اور اس کے بعد ہم دیگر علوم کے حصول کے پابند ہوں گے اور ان کی حیثیت ثانوی ہو گی،تو یقیناً ان فضلائے کرام کو ایک بہترین میدان مل سکتا تھا جس کی سرکاری

طور پر معاشی امداد کی جا سکتی تھیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ بطورِ امیر مدینہ انہوں نے طلباء کرام کا خود خیال رکھا ہے اور ان کے کھانے، پینے کی فکر اس وقت اور حالات کی مناسبت سے فرمائی ہے۔

کتبِ حدیث میں ہے "أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ،وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ" وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِعَشَرَةٍ[3]"۔

ترجمہ:"اصحاب صفہ نادار اور مسکین لوگ تھے،اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے (یعنی مدرسے والوں میں سے کسی) کو ساتھ لیکر چلیں،اور جس کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچویں یا چھٹے کو لیکر جائیں،(اس حکم کی وجہ سے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لیکر گئے اور حضرت نبی اکرم ﷺ خود اپنے ساتھ دس آدمیوں کو لیکر گئے"۔انہی تعلیمات کا اثر تھا کہ مسلمانانِ مدینہ یعنی صحابہ کرام بھی اس مدرسہ کے طلباء کرام کا خیال رکھا کرتے تھے اور انہیں اپنے مہمان سمجھتے تھے "عن ابی هريرة قال كان اهل الصفة اضياف اهل الاسلام[4]"۔

ترجمہ:"کہ اہل صفہ تو مسلمانوں کے مہمان ہوا کرتے تھے"۔

اور یہ نہیں ہے کہ اہلِ صفہ صرف طلباء کرام تھے بلکہ وہ اس وقت کے بہترین داعی اور مجاہدین بھی تھے جو کہ نبی کریم ﷺ کے خدام بھی تھے اور بے شمار روایات سے ان لوگوں کی امداد کے لئے حکمت عملی بنائی گئی ہے،ان بے شمار روایات کی طرح اس حدیث سے بھی واضح معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس زمانے کے حساب سے ان صحابہ کرام کی امداد کی ہے اور لوگوں سے ان کا خیال رکھنے کو کہا گیا ہے۔خلاصہ یہ کہ اس کام کی کمی اگرچہ موجود ہے لیکن پھر بھی پاکستان کی حکومتی سطح پر جہاں تک اس میدان میں امکانات موجود ہیں ان میادین میں فضلائے کرام اپنی کوششیں صرف کرسکتے ہیں،اوران میادین میں اپلائی کرسکتے ہیں،اور جہاں تک یہ ممکن ہو کہ سرکاری سطح پر ان کی امداد کی جاسکیں،اوران قوانین اور شرائط پر عمل پیرا ہوا جاسکیں،تو فضلائے کرام ایسے مواقع سے پیچھے نہ رہیں تو اس سے ان کی مالی مشکلات میں کافی حد تک کمی آسکتی ہے اور فضلائے کرام کو ان جگہوں میں کام کرنے کے مواقع ملنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی ذمہ داری نبھانے کی بھی مکمل ماحول مہیا کیا جاسکتا ہے،اس ضمن میں درج ذیل خاص میادین کی جانب فضلائے کرام کی

راہنمائی درکار ہیں کہ وہ اپلائی کریں اوران شرائط اورامتحانات کو کوالیفائی کریں۔

1) تدریسی آسامیاں:

سرکاری سطح پر عربک مدرس، اسلامیات مدرس، اسلامیات لیکچرارشپ، اسلامیات سبجیکٹ سپیلشسٹ، اوراس کے ساتھ کئی دیگر آسامیاں موجود ہیں جو کہ پاکستان کی ایلیمنٹری ایجوکیشن، کالجز اور یونیورسٹیوں کی جانب سے مہیا کی جاتی ہیں اور اپنی اپنی شرائط کے ساتھ اس کی جانب تیاری کی جاسکتی ہے، اس لئے دینی مدارس کے طلباء کرام اس میدان کی جانب توجہ دیں اوراس کی تیاری کی کوشش کریں۔

2) سرکاری اداروں میں دینیات سے متعلقہ امور کی آسامیاں:

مختلف طریقوں سے کی جانے والی ایسی سرگرمیاں جو کیلی گرافی یامختلف فنون اورادب کی دنیاسے تعلق رکھتی ہویاکمپیوٹر، کی اردویاعربی ٹائپنگ، کمپوزنگ وغیرہ کاکام ہوتواس میں بھی بہترین مواقع ملنے کی امید ہوتی ہیں، اس لئے فضلاء کرام کو اس جانب بھی اپنی صلاحیتیں صرف کرکے اس میدان سے اپنی معاشی فکر میں آسانی لاسکتے ہیں۔

3) مراکزدینیہ سے متعلقہ دیگر آسامیاں:

حکومت کی جانب سے مختلف مراکز میں بھی سرکاری سطح کے مطابق آسامیاں ہوتی ہیں جن میں آرمی کی خطابت، امامت، پولیس لائینوں کی مساجد میں امامت، خطابت، لیوی وغیرہ میں امامت، خطابت، اسی طرح مختلف سرکاری دفاتر، تعلیمی مراکز، کالجزاور یونیورسٹیوں میں، سکولوں میں امامت اور خطابت کی آسامیاں موجود ہوتی ہیں، اسی طرح ہر ضلعی سطح پرڈسٹرکٹ خطیب وغیرہ کی آسامیاں وقتاًفوقتاً مشتہر کی جاتی ہیں، ان تمام کی خاطر فضلائے، دارس دینیہ کی استعداد کافی بہتر ہوتی ہے اس لئے انہیں اس میدان کی جانب بروقت توجہ دلائی جائے تاکہ ان کی دنیاوی ضرورت کے ساتھ ساتھ ان کافریضہ دعوت بھی متاثرنہ ہو۔

4) سرکاری اداروں میں دینیات کے علاوہ دیگر تدریسی آسامیاں:

فضلائے کرام نے اگر کوئی نہ کوئی عصری تعلیم کررکھی ہے، توانہیں کسی بھی گورنمنٹ ادارے میں اپنی تعلیمی معیاراور اہلیت کے مطابق کسی بھی پوسٹ کے لئے اپلائی کرنے سے گریز نہیں کرناچاہیئے، کیونکہ تدرسی میدان ان کے میدان سے منسلکہ ہے جہاں سے یہ اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاکر اسلام کی سربلندی کاعمل آگے لے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ صرف دینیات پڑھاناہی تدریس نہیں کہلائی جاتی بلکہ گورنمنٹ اداروں

کی دیگر تدریسی مواقع بھی ایک فاضلِ درسِ نظامی کے لئے ایک بہترین میدان ہے، کیونکہ اس میں ایک معلم کی حیثیت قائم رہتی ہے جو کہ آنحضرت ﷺ کی حیثیت تھی، انہوں نے اپنی پہچان ایک معلم کی حیثیت سے کروائی ہے فرمایا"انما بعثت معلماً[5]"۔

ترجمہ: "مجھے معلم بناکر بھیجا گیاہے"۔ اورآنحضرت ﷺ سے مختلف مواقع پر دینیات کے علاوہ دیگر امور پر بھی ارشادات اور نصائح منقول ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک جنرل معلم بھی تھے اس لئے کسی بھی فاضلِ درس نظامی کے واسطے معلم ہونا ایک بہترین پیشہ ہے جس سے وابستگی میں ان کی عزت بھی ہے اور ذریعہ نجاتِ اخروی بھی ہے جبکہ دنیا میں ایک ذریعہ معاش بھی ہے کیونکہ اس سے بھی چارہ نہیں ہے۔

(02) غیر سرکاری سطح پر اپنے متعلقہ میدان میں کام کے مواقع:

سرکاری اداروں کے علاوہ وطنِ خداداد میں کئی قسم کے ایسے ادارے ہیں جہاں پر دینیات کی تعلیم کے واسطے انہیں ایسے علماء اور فضلاء کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو اس میدان کے ماہرین ہو، اور ان سے مختلف طریقوں سے ٹیسٹ اورانٹرویو لئے جاتے ہیں تاکہ ان کی سلیکشن کی جاسکیں، اس لئے فضلائے کرام ایسے مواقع سے بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں جہاں کسی حد تک ان کا وظیفہ بھی مقرر کیا جاتا ہے اوران انہیں اپنے متعلقہ میدان میں کام کرنے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔

(03) پرائیویٹ سطح پر مختلف مواقع:

کسی بھی فاضل کے لئے دورانِ تعلّم اگرچہ ابوہریوہ رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دیگر امورِ دنیا کو ترک کرکے اسی دنیا میں مگن رہنا ہی سب سے مقدم ہوتا ہے[6]، لیکن چونکہ دنیا اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی بنائی ہے کہ اس میں رہنے کے لئے ایسے اسباب اختیار کرنا بھی ہماری مجبوری ہوتی ہے جن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے، اور دنیا کی ترقی بھی چونکہ روبہ منزل ہے، اس لئے لوگوں کی ضروریات بھی اسی مناسبت، وقت اور حالات کی مناسبت سے تیزی سے بدلتی جارہی ہیں اور چونکہ علمائے کرام بھی اسی معاشرے کا حصہ ہے اور انہوں نے اسی دنیا میں رہ کر دینِ الٰہی کی خدمت کرنی ہے اس لئے انہیں بھی ان معاشرتی ضرورتوں کے تقاضوں پر عمل کرنا ہوگا، اس ضمن میں علمائے کرام کو مدارس دینیہ سے فراغت کے بعد ایسے اسباب کی جانب جانے میں حرج نہیں ہے بلکہ انہیں زیادہ ضرورت ہے کہ ان کی کمر مضبوط رہے اوردین کی خدمت درست طریقے سے انجام دیں، نبی کریم ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے کہ بہترین رزق وہی ہے جسے اپنے

ہاتھوں سے کما کر کھایا جائے، صحابی رسول حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مروی ہے:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم قال"ما أكل أحدٌ طعامٌ قط،خيرٌ من أن يأكل من عمل يده[7]"۔

ترجمہ:"کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اس سے بہتر رزق نہیں کھایا جس نے خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھائے"۔

روایت مذکورہ سے واضح معلوم ہوا کہ دوسروں کی جیب تھاڑنے کی بجائے خود اپنے ہاتھوں کی حلال کمائی کھائی جائے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے محنت کی جائے انبیاء کرام کا یہی وظیفہ تھا، نبی کریم ﷺ نے خود اس میدان میں اوقاتی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف کام یعنی گلہ بانی، تجارت وغیرہ کرکے یہی ثبوت پیش فرمایا ہے، بلکہ سابقہ انبیاء کرام بھی اسی طرح کام کیا کرتے تھے، اسی حدیث کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا"وإن نبي الله داود كان يأكلُ من عمل يده[8]"۔

ترجمہ:"اور اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ بھی اپنے ہاتھ سے کام کرکے روزی کمایا کرتے تھے"۔

اسی طرح حضرت زکریاؑ کے متعلق آتا ہے کہ وہ نجار تھے"أن النبي صلى الله عليه وسلم قال كان زكرياء نجاراً[9]"۔

اسی طرح دیگر انبیاء کرام بھی کچھ نہ کچھ ضرور کرتے تھے تاکہ انہیں انسانی ضروریات پوری کرتے ہوئے لوگ دیکھیں اور ان کی نقل وحرکت کو اپنی زندگی کا حصہ بنادیں اور لوگ بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے خود پر منحصر ہوں۔اس لئے ذیل میں بعض ایسے مواقع کی نشاندہی کی جاتی ہیں جن میں ایک فاضل اور عالم اپنی صلاحیتیں صرف کرکے لوگوں کی اصلاح اور اپنی مالی مشکلات پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ مارکیٹ کو ایک باعمل اور سمجھدار انسان مہیا کرسکتا ہے، جہاں ناسمجھ لوگ آکر غیروں کی تقلید کرتے ہیں۔

ان جملہ میادین میں سب سے اہم ترین شعبہ تجارت کا ہے جہاں قرآن وحدیث کی اتنی زیادہ تعلیمات موجود ہیں کہ غیر لوگ ان سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ انہیں دنیاوی فائدہ مل سکیں، جبکہ ایک عالم دین کو بیع وشراء کی تمام اقسام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات کا علم ہوتا ہے

تو وہ اگر مارکیٹ میں اس نیت سے بھی کام کریں کہ لوگوں کو درست طریقے سکھا سکیں تو بھی کمال ہے، جبکہ مالی برکت بھی ضرور مل کر رہے گی۔ تجارت کی بے شمار اقسام مارکیٹ میں دستیاب ہوتی ہیں جبکہ بعض اقسام میں تو خاص کر علماء کرام کی بے حد ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ مضاربۃ، مشارکۃ وغیرہ، اور اس میں بہت سے علمائے کرام اپنا وقت دے بھی چکے ہیں۔ کیونکہ علماء کرام کو اس میدان کی مکمل آگاہی ہوتی ہے اور جس کی وراثت کا سہرہ ان کے سروں پر ہوتا ہے اس لئے ان کے اعمال میں جن چیزوں کا ثبوت ہو تو اس پہ عمل پیرا ہونا بھی ایک قسم کی سنت پر عمل کرنا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اس کے علاوہ دیگر کسی بھی جائز اور لازمی میدان میں ایک فاضل صاحب اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا سکتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ معاملہ کھلا چھوڑ دیا ہے انہوں نے کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ اپنے زمانے کی مناسبت اس وقت کے حالات کے پیش نظر انہوں نے بکریاں بھی چرائی جو کہ اس زمانے کا ایک خاص معمول تھا بلکہ یہ کام تو سابقہ انبیاء کی بھی سنت رہی ہے "عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: (مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: (نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ[10]"۔

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہو اور میں نے بھی، صحابہ کرام کے سوال پر فرمایا کہ میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قراریط کے بدلے چرائی ہیں"۔

معلوم ہوا کہ کوئی بھی پیشہ اپنانے سے اسلام کی تعلیمات نے منع نہیں کیا ہے بلکہ اس کی ترغیب دی ہے تا کہ انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور خاص کر ایک عالم دین کے لئے تو اس میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس لئے آج کی مناسبت سے کوئی بھی ایسا کام جس میں انسان کے وقتی تقاضے بھی پورے ہو اور دینی فریضہ بھی متاثر نہ ہو اس کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

نتائج:

1. دینی تعلیم کی اہمیت:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے اور اس کے ذریعے امت کی راہنمائی کرنا نہایت عظیم اور مقدس فریضہ ہے۔ دینی فضلاء کو اپنی صلاحیتوں کے ذریعے دین کی خدمت کرنی چاہیے۔

2. معاشی خود کفالت کی ضرورت:

مدارس کے فضلاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی معاشی ضروریات کے لیے خود جدوجہد کریں اور دوسروں کے محتاج نہ بنیں۔ نبی اکرم ﷺ نے خودداری اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو بہترین ذریعہ معاش قرار دیا ہے۔

3. سرکاری شعبے میں مواقع:

فضلاء کرام کے لیے سرکاری تعلیمی اداروں، مدارس، مساجد، اور دیگر دینی مراکز میں تدریس، امامت، خطابت اور تربیت کے میدان میں مواقع موجود ہیں۔ انہیں ان آسامیوں کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے اور مقابلے کے امتحانات میں حصہ لینا چاہیے۔

4. غیر سرکاری اداروں میں مواقع:

غیر سرکاری تعلیمی و دینی ادارے بھی دینی تعلیم کے لیے قابل اور محنتی اساتذہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ فضلائے کرام کو ان اداروں سے بھی وابستگی اختیار کر کے اپنا معاشی مستقبل بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

5. پرائیویٹ سطح پر روزگار:

فضلائے کرام اپنی ذاتی مہارتوں جیسے خوشخطی، کمپوزنگ، کمپیوٹر ٹائپنگ، تجارت اور دیگر ہنر مندی کے ذریعے بھی حلال رزق کما سکتے ہیں۔ اس عمل سے ان کی عزت نفس محفوظ رہے گی اور دینی خدمت بھی مؤثر انداز میں جاری رکھ سکیں گے۔

6. نئی مہارتوں کا حصول:

موجودہ دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے دینی فضلاء کے لیے لازم ہے کہ وہ جدید فنون اور مہارتیں سیکھیں تاکہ وہ اپنی دینی خدمات کے ساتھ ساتھ دنیاوی ذمہ داریوں کو بھی بہتر انداز میں نبھا سکیں۔

7. خودانحصاری اور آزادی:

خودانحصاری اختیار کرنے سے دینی علماء کی باتوں میں اثر پیدا ہوتا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں، جب کہ دوسروں کی محتاجی ان کے وقار کو متاثر کرتی ہے۔

حوالہ جات (References)

---

[1]۔ القرآن الکریم، التوبہ، 122 ۔

[2]۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، بذیل التوبہ 122 ۔

[3]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، الناشر: دار طوق النجاۃ، ج 1 ، ص,124، رقم الحدیث:602۔

[4]۔ الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:2477۔

[5]۔ کنز العمال، رقم الحدیث:28873۔

[6]۔ الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:7354۔

[7]۔ الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:2072۔

[8]۔ ایضاً۔

[9]۔ القشيري النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن، الجامع الصحیح لمسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت۔ رقم الحدیث:6162۔

[10]۔ الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:2262۔